ختم نبوت
معاصر اردو شیعہ تفاسیر کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر علی عباس نقوی[1]

خلاصہ

یہ تحقیقی مقالہ اسلامی عقائد کے بنیادی اور متفق علیہ اصول، ختم نبوت کے مسئلے کو اردو زبان میں لکھی گئی معاصر شیعہ تفاسیر کی روشنی میں پیش کرتا ہے۔ یہ عقیدہ جس پر تمام اسلامی مسالک کا اجماع ہے اور جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے آخری ہونے کی دلیل ہے۔ مفسرین کے ہاں گہری علمی بحث کا موضوع رہا ہے۔ اس مطالعے کا بنیادی مقصد منتخب شیعہ تفاسیر میں موجود قرآنی آیات (بالخصوص سورہ احزاب کی آیت ۴۰) سے ختم نبوت پر پیش کیے گئے استدلالات کا تجزیاتی کرنا اور عصر حاضر میں منکرین ختم نبوت کی جانب سے اٹھائے گئے عقلی و نقلی شبہات کا مفسرین کی جانب سے دیے گئے مدلل اور جامع جوابات کا احاطہ کرنا ہے۔ یہ مقالہ اپنی ساخت کے لحاظ سے دو مرکزی حصوں اور ایک اختتامی خلاصے پر مشتمل ہے:

- **حصہ اول**: اس حصے میں ختم نبوت کے عقیدے کو ثابت کرنے والی کلیدی قرآنی آیاتِ کریمہ کی تشریح اور مختلف شیعہ مفسرین کے ان آیات سے اخذ کردہ استدلالات و براہین کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔
- **حصہ دوم**: یہ حصہ ختم نبوت کے بارے میں رائج مختلف شبہات و اعتراضات کا علمی جائزہ پیش کرتا ہے اور ان کے جوابات کو مفسرین کی آراء کی روشنی میں واضح کرتا ہے، جس میں قرآنی دلائل، مستند احادیثِ نبویہ اور عقلی استدلال کی بنیاد پر کیے گئے رد کو نمایاں کیا جائے گا۔

کلیدی الفاظ: عقیدہ ختم نبوت، شیعہ تفاسیر، اردو

[1] ۔ سربراہ قرآنی ادارہ التنزیل والبصیرہ پاکستان

مقدمہ

دینِ اسلام کے بنیادی اور مرکزی عقائد میں سے ایک "خاتمیت" یا "ختم نبوت" کا عقیدہ ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپؐ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا گیا ہے۔ یہ عقیدہ نہ صرف اسلامی تعلیمات کا لازمی جزو ہے بلکہ تمام اسلامی مسالک اور فرقوں کے درمیان ایک متفق علیہ حقیقت ہے جس پر اجماع ہے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاتعداد احادیث مبارکہ اس عقیدے کی واضح تائید کرتی ہیں۔

تاریخی پس منظر اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں ہی بعض افراد نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے، جیسے مسیلمہ بن حبیب، علیحہ بن خویلد، اسود عنسی یمن، ساف بن سعاد (سعید)، شجاع بنت حارث۔ ان دعویداروں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخت اقدامات کا حکم دیا اور آپؐ کے بعد خلفا کے دور میں بھی ان فتنوں کا سختی سے سدباب کیا گیا۔ خصوصاً حضرت ابو بکر صدیق کے دورِ حکومت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی جانے والی جنگ یمامہ، جس میں سینکڑوں حفاظِ قرآن نے جامِ شہادت نوش کیا، اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ امت مسلمہ نے آغاز ہی سے ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ کو اپنی اولین ترجیح بنایا۔[1]

جدید دور میں، نوآبادیاتی نظام کے بعد اور فکری انحرافات کے بڑھتے ہوئے رجحان کے ساتھ، بعض گمراہ فرقوں نے ایک بار پھر ختم نبوت کے عقیدے کو چیلنج کرنے کی کوشش کی۔ برصغیر پاک و ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نبوت کا دعویٰ اس فتنے کی سب سے نمایاں مثال ہے جس نے عالم اسلام کو بے چین کر دیا دیا۔ اس گمراہ کن تحریک کے جواب میں، تمام اسلامی مسالک سے تعلق رکھنے والے علماء، مفسرین اور مجتہدین نے بھرپور علمی و عملی جدوجہد کا آغاز کیا۔ انھوں نے قرآنی نصوص،

[1] تاریخ طبری، جلد ۲، ص ۲۸ تا ۹۸

احادیثِ نبویہ اور عقلی براہین کی روشنی میں ختم نبوت کے عقیدے کی حقانیت کو ثابت کیا اور مرزائیوں کے شبہات کا مدلل رد پیش کیا۔ اس ضمن میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے ۱۹۷۴ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس عقیدے کی آئینی وریاستی سطح پر حفاظت کو یقینی بنایا۔

اسی اہمیت کے پیش نظر، تمام مفسرینِ قرآن نے اپنی تفاسیر میں اس مسئلہ پر نہ صرف سیر حاصل بحث کی ہے بلکہ اسے بھرپور طریقے سے اجاگر بھی کیا ہے، علما نے اس موضوع پر مستقل کتب بھی تالیف کی ہیں۔

عصر حاضر میں جب فکری مغالطے اور باطل عقائد پھیلانے کی کوششیں جاری ہیں، ختم نبوت کا مسئلہ مزید حساس اور اہم ہو گیا ہے۔ پاکستان کے شیعہ مفسرین نے بھی اس نہایت اہم اور بنیادی موضوع پر بڑی توجہ دی ہے۔ شیعہ مفسرین نے اپنی تفاسیر میں قرآنی آیات کے ذیل میں ختم نبوت پر مدلل اور ٹھوس استدلالات پیش کیے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ عصر حاضر میں منکرینِ ختم نبوت کی جانب سے اٹھائے گئے مختلف شبہات واعتراضات کا بھی علمی، منطقی اور عقلی بنیادوں پر مؤثر رد فراہم کیا ہے۔ ان مفسرین نے نہ صرف قرآنی نصوص سے براہ راست دلائل اخذ کیے ہیں بلکہ عقلی براہین اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بھی اس عقیدے کی حقانیت کو ثابت کیا ہے۔

اس مقالے میں معاصر اردو شیعہ تفاسیر سے استفادہ کیا گیا ہے، جن میں سے چند اہم مفسرین اور ان کی تفاسیر کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

۱. **علامہ سید علی نقی نقوی (قدس سرہ) ۱۹۸۸۔۱۹۰۵ء:** آپ برصغیر کے ایک جید عالم، خطیب، فقیہ اور مفسر تھے۔ آپ نے مختلف علمی میدانوں میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ آپ کی تفسیر "فصل الخطاب" ایک جامع اور علمی تفسیر ہے جو آسان فہم اسلوب میں قرآنی حقائق کو بیان کرتی ہے۔ اس تفسیر میں عقلی دلائل اور فقہی نکات پر خاص توجہ دی گئی ہے۔

۲. **علامہ شیخ محسن نجفی (قدس سرہ) ۱۹۴۳۔۲۰۲۴ء:** عصر حاضر کے ایک نامور محقق اور مفسر ہیں جو علمی گہرائی اور وسیع مطالعہ کے لیے جانے جاتے ہیں۔ آپ کی تفسیر "الکوثر" اردو زبان میں ایک جامع اور علمی تفسیر ہے جو قرآنی آیات کی لغوی، نحوی اور تفسیری جہتوں کو تفصیل سے بیان کرتی ہے۔ اس تفسیر میں جدید مسائل پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور عقلی استدلال کو اہمیت دی گئی ہے۔

۳. **علامہ حسین بخش جاڑا(قدس سرہ) ۱۹۲۰۔۱۹۹۰ ء:** آپ ایک بلند پایہ عالمِ دین اور مفسر تھے جنھوں نے اپنی زندگی ترویجِ دین کے لیے وقف کر دی۔ آپ کی تفسیر "انوار النجف "ایک مقبول عام تفسیر ہے جو اپنے سادہ اور دلنشین اسلوب کی وجہ سے معروف ہے۔ اس تفسیر میں خاص طور پر روایاتِ اہل بیت علیہم السلام کی روشنی میں قرآنی آیات کی تشریح کی گئی ہے اور عصری شبہات کے جوابات بھی دیے گئے ہیں۔

۴. **علامہ محمد حسین نجفی(قدس سرہ)۱۹۳۲۔۲۰۲۳ء:** پاکستان کے ایک ممتاز فقیہ، مجتہد اور مفسر تھے جنھوں نے اپنی علمی اور فقہی خدمات سے عالم اسلام کو مستفید کیا۔ آپ کی ضخیم تفسیر "فیضان الرحمن "اردو زبان میں ایک تفصیلی اور تحقیقی تفسیر ہے جو فقہی، کلامی اور لغوی مباحث پر گہرائی سے روشنی ڈالتی ہے۔ اس تفسیر میں دقیق مسائل پر علمی دلائل اور شواہد کی بنیاد پر بحث کی گئی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا [1]

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "خاتم النبیین "قرار دیا ہے، جو نبوت کے سلسلے کے اختتام پر واضح دلالت کرتا ہے۔

۱۔ سورہ سبا/آیت ۲۸ : یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے عالمگیر اور آفاقی ہونے کو بیان کرتی ہے، جو ختم نبوت کا ایک مضبوط قرینہ ہے:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ [2]

اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے فقط بشارت دینے والا اور تنبیہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

---

[1] احزاب، ۴۰

[2] سباء۔۲۸

یہ آیت آپ ؐ کی رسالت کی عالمگیریت پر دلالت کرتی ہے کہ آپ ؐ کو کسی خاص قوم یا زمانے کے لیے نہیں بلکہ تمام انسانیت کے لیے مبعوث کیا گیا۔ جب رسالت آفاقی ہو تو کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۲۔ سورہ فرقان/آیت ۱ : یہ آیت قرآن مجید کے فرقان اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیر حیثیت پر دلالت کرتی ہے:

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا[1]

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ سارے جہاں والوں کے لیے انتباہ کرنے والا ہو۔

اس آیت میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "للعالمین نذیراً" (سارے جہانوں کے لیے ڈرانے والا) قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی آپ ؐ کی رسالت کی آفاقیت کی دلیل ہے جو ختم نبوت کے عقیدے کی تائید کرتی ہے۔

۳۔ سورہ مائدہ/آیت ۳ : یہ آیت دین اسلام کے کامل ہونے کو بیان کرتی ہے، جو نئے نبی کی ضرورت کے خاتمے پر دلالت کرتی ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا[2]

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ دینِ اسلام مکمل ہو چکا ہے اور نعمت تمام کر دی گئی ہے۔ جب دین کامل ہو گیا تو اس میں کسی نئے قانون یا نبی کی ضرورت نہیں رہتی جو کوئی نیا دین یا شریعت لائے۔

ختم نبوت پر تفسیری استدلال

زیرِ نظر حصے میں مسئلہ ختم نبوت کے اثبات میں پیش کی جانے والی کلیدی قرآنی آیات کا تفصیلی تذکرہ اور تجزیہ کیا جائے گا۔ ہم بالخصوص ان آیات پر توجہ مرکوز کریں گے جو اپنے الفاظ و معانی میں ختم

[1] فرقان۔۱
[2] مائدہ، ۳

نبوت پر صراحت یا قوی اشاروں کے ساتھ دلالت کرتی ہیں۔اس ضمن میں منتخب اردو شیعہ مفسرین نے کس طرح ان آیات سے استدلال کیا ہے،اس کے طریقِ کار اور گہرائی کو بھی نمایاں کیا جائے گا۔ یہ حصہ نہ صرف قرآنی نصوص سے ماخوذ براہین کو پیش کرے گا بلکہ مفسرین کے استنباطی منہج اور ان کی تفسیری بصیرت پر بھی روشنی ڈالے گا تاکہ قاری کو ختم نبوت کے عقیدے کی قرآنی بنیادوں کی مکمل تفہیم حاصل ہو سکے۔

علامہ شیخ محسن نجفی کا ختم نبوت پر استدلال

مفسرِ قرآن علامہ شیخ محسن نجفی اپنی شہرہ آفاق تفسیر "الکوثر "میں عقیدۂ ختم نبوت پر نہایت مدلل اور جامع بحث کرتے ہیں۔آپ سورہ احزاب کی آیت ۴۰:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا [1]

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت کے ذیل میں ختم نبوت پر مفصل استدلال پیش کرتے ہیں۔آپ کا استدلال لغوی تحلیل اور عقلی براہین کا حسین امتزاج ہے۔

ا۔ "خاتم النبیین" کی لغوی اور معنوی وضاحت:

علامہ نجفی "خَاتَمَ النَّبِيِّينَ" کی دقیق تشریح کرتے ہوئے ابتداءً لفظ "خاتم" کی دو معروف قراتوں کی وضاحت کرتے ہیں:

- خاتِمْ (ت کے نیچے زیر) :اس قرات کے معنی "ختم کرنے والا" یا "سلسلۂ نبوت کو تمام کرنے والا" کے ہیں۔یہ لغوی اعتبار سے فعل کا اسم فاعل ہے،جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپؐ ہی نبوت کے سلسلے کو اپنی ذات پر ختم کرنے والے ہیں۔
- خاتَمْ (ت پر زبر) :اس قرات کے معنی "مہر لگانے والا" یا "بند کرنے والا" کے ہیں۔[2]

---

[1] احزاب، ۴۰

[2] الکوثر فی تفسیر القرآن، جلد ۷، ص ۷۷

• یہ لغوی اعتبار سے اسم آلہ ہے، یعنی وہ آلہ جس سے کسی چیز پر مہر لگائی جائے اور کنایتاً "اختتام" یا "تکمیل" پر دلالت کرتا ہے۔

علامہ شیخ محسن نجفی کا یہ نکتہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے کہ "خاتم" کی دونوں قراتیں، خواہ وہ اسم فاعل ہو یا اسم آلہ، ایک ہی معنی پر دلالت کرتی ہیں:

نبوت کے سلسلے کا آپؐ پر اختتام؛ یہ نقطہ منکرینِ ختم نبوت کے اس باطل دعوے کا مؤثر رد ہے کہ خاتم کے معنی صرف "مہر لگانے والے" یا "نبیوں کی تصدیق کرنے والے" ہیں اور اس سے نبوت کے تسلسل کی نفی نہیں ہوتی۔ علامہ نجفی کی یہ وضاحت قرآنی نصوص کے لغوی صحت کو بنیاد بنا کر عقیدۂ ختم نبوت کی پختگی کو ثابت کرتی ہے۔ ان کا استدلال سائنٹفک اور لسانیاتی بنیادوں پر مبنی ہے جو ان کی تفسیری دقت کو ظاہر کرتا ہے۔

۲۔ رسالت اور نبوت کے باہمی تعلق سے استدلال:

علامہ شیخ محسن نجفی اس آیت سے مزید استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

> جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہیں تو لازماً خاتَمَ المرسلین بھی ہیں۔ آپ اس کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں "رسالت کا درجہ نبوت کے بعد آتا ہے؛ یعنی ہر رسول نبی ہوتا ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ نبی وہ ہے جس پر خواب میں یا کسی بھی طریقے سے وحی ہوتی ہو، جبکہ رسول وہ ہے جس پر فرشتہ وحی لے کر آئے اور اسے دعوت کا حکم بھی دے۔ چونکہ عام کی نفی خاص کی نفی کو مستلزم ہوتی ہے (جب نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا تو رسالت کا سلسلہ بھی خود بخود ختم ہو جائے گا)۔ اس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم شریف کے ساتھ رسالت اور نبوت دونوں کا ذکر آنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپؐ نبوت اور رسالت دونوں کو ختم کرنے والے ہیں۔[1]

یہ استدلال ایک منطقی اور اصولی بنیاد پر قائم ہے۔ شیخ محسن نجفی نے "عام اور خاص" کے اصول (نبوت عام اور رسالت خاص) کو استعمال کرتے ہوئے ختم نبوت کی ابدیت کو ثابت کیا ہے۔ یہ دلیل

---

[1] ایضاً

نہ صرف عقلی طور پر پختہ ہے بلکہ اس غلط فہمی کو بھی دور کرتی ہے کہ رسول کے بعد بھی کسی نبی کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ یہ شیخ صاحب کی فقہی و اصولی بصیرت کا عکاس ہے کہ انھوں نے ایک قرآنی اصطلاح کے ذریعے عقیدے کو مزید مستحکم کیا۔

۳۔ دیگر قرآنی آیات سے ختم نبوت کا اشارہ:

علامہ شیخ محسن نجفی کی نظر میں مسئلہ ختم نبوت پر صرف سورہ احزاب کی آیت ۴۰ ہی نہیں بلکہ دیگر آیات بھی دلالت کرتی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کا اشارہ دیتی ہیں۔ آپ نے اپنی تفسیر میں چند اہم آیات کا بھی ذکر کیا ہے جو آپؐ کی رسالت کی عالمگیریت اور قرآن کی ابدیت کو ظاہر کرتی ہیں:

- سورہ انعام/آیت ۱۸:
- وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ [1]

اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی نازل کیا گیا ہے تاکہ میں تمہیں اور جس تک یہ پیغام پہنچے سب کو تنبیہ کروں۔

یہ آیت قرآن کے پیغام کی عالمگیریت اور ابدیت کو بیان کرتی ہے کہ یہ صرف نزول کے وقت کے لوگوں کے لیے نہیں بلکہ "جس تک یہ پیغام پہنچے" ہر ایک کے لیے ہے۔ جب پیغام عالمگیر اور ابدی ہو تو اس کے بعد کسی نئے پیغام اور نبی کی ضرورت نہیں رہتی۔

- سورہ حجر/آیت ۹ : إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ [2]

اس ذکر کو یقیناً ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

یہ آیت قرآن کی حفاظت کی ضمانت دیتی ہے۔ اگر قرآن محفوظ ہے اور اس میں کوئی تحریف نہیں ہو سکتی تو پھر کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی جو سابقہ کتاب کی تصحیح یا اس میں موجود تحریفات کو دور کرے۔

---

[1] انعام، ۱۱۹

[2] الحجر، ۹

- سورہ فرقان / آیت ۱: تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا [1]

بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ سارے جہاں والوں کے لیے انتباہ کرنے والا ہو۔

یہ آیت بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی عالمگیریت ("للعالمین نذیرا" - سارے جہانوں کے لیے ڈرانے والا) پر دلالت کرتی ہے، جو اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ آپؐ کی رسالت کسی خاص قوم یا زمانے تک محدود نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے ہے۔

شیخ محسن نجفی کا ختم نبوت پر استدلال کثیر الجہت ہے، جو نہ صرف "خاتم النبیین" کے لفظی معنی کی گہرائی میں اترتا ہے بلکہ رسالت اور نبوت کے باہمی تعلق سے بھی عقلی و اصولی بنیادوں پر استدلال کرتا ہے۔ مزید برآں، آپ دیگر قرآنی آیات کو بھی ختم نبوت کے لیے "اشارے" کے طور پر پیش کرتے ہیں جو آپؐ کی رسالت کی عالمگیریت، قرآن کی ابدیت اور حفاظت کی ضامن ہیں۔ ان کا اسلوب منطقی، لغوی اعتبار سے دقیق اور عقلی طور پر قوی ہے۔ یہ استدلالات جدید شبہات کا سامنا کرنے کے لیے ایک مضبوط علمی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

علامہ محمد حسین نجفی کا ختم نبوت پر استدلال

مفسرِ قرآن کریم، علامہ محمد حسین نجفی (قدس سرہ) اپنی ضخیم تفسیر "فیضان الرحمن فی تفسیر القرآن" میں عقیدۂ ختم نبوت پر نہایت تفصیل سے گفتگو کرتے ہیں۔ آپ اس آیت: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔) کے ذیل میں اس اہم عقیدے کو "ختم نبوت قرآن کریم، احادیث، عقل سلیم اور اجماع و اتفاق مسلمین کی روشنی میں" جیسے تفصیلی عناوین کے تحت واضح اور مدلل انداز میں بیان کرتے ہیں۔ [2]

[1] فرقان، ۱
[2] فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، شیخ محمد حسین نجفی، جلد ۸، صفحہ ۴۹

۱۔ ختم نبوت کا مفہوم اور اس پر اجماع:

علامہ محمد حسین نجفی ختم نبوت کے معنی و مفہوم کو یوں بیان کرتے ہیں:

"مسئلہ ختم نبوت بایں معنی کہ جو سید الانبیاء ہیں وہی اس معنی میں خاتم الانبیاء بھی ہیں کہ ان کے بعد صبح قیامت کے طلوع ہونے تک کوئی نیا پرانا نبی، بحیثیت نبی و رسول تشریعی و غیر تشریعی ظلی یا بروزی منجانب اللہ نہیں آسکتا۔ یہ ان اسلامی مسلمات بلکہ ان ضروریات اسلام میں سے ہے جن پر تمام فرقہ ہائے اسلام کا اجماع و اتفاق ہے اور جن کا منکر دائرہ اسلام سے خارج متصور ہوتا ہے۔[۱] "

علامہ نجفی نے ختم نبوت کی ایک نہایت جامع اور مانع تعریف پیش کی ہے، جس میں ہر قسم کی نبوت (تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی) کے امکان کی نفی کی گئی ہے۔ یہ تعریف گمراہ فرقوں، بالخصوص قادیانیت، کے ان باطل دعووں کا سدباب کرتی ہے جو ختم نبوت کی جزوی تاویل کر کے "ظلی" یا "بروزی" نبوت کی گنجائش نکالتے ہیں۔[۲] آپ کا یہ فرمانا کہ یہ "ضروریات اسلام" میں سے ہے اور اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس عقیدے کی انتہائی اہمیت اور حساسیت کو واضح کرتا ہے۔ یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ علامہ نجفی ختم نبوت کو ایک بنیادی عقیدہ سمجھتے ہیں جس پر تمام اسلامی مسالک کا اجماع ہے۔

۲۔ قرآن کریم کی روشنی میں ختم نبوت پر استدلال:

علامہ محمد حسین نجفی "ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں" کے عنوان سے تفصیلی گفتگو کرتے ہیں اور بیان کرتے ہیں [۳]"قرآن مجید میں ایسی بہت سی آیات مبارکہ موجود ہیں جو بالصراحت یا بالاشارہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سر فہرست سورہ احزاب کی آیت ۴۰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا[۴]

---

[۱] فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، شیخ محمد حسین نجفی، جلد ۸، صفحہ ۴۹

[۲] ہم نے اپنی کتاب "احسن الفوائد" میں اس موضوع پر مفصل گفتگو کی ہے۔ (فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، شیخ محمد حسین نجفی، جلد ۸، صفحہ ۴۹)

[۳] فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، شیخ محمد حسین نجفی، جلد ۸، صفحہ ۴۹

[۴] احزاب، ۴۰

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں
وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

لفظ "خاتم" کی تحقیق : علامہ نجفی لفظ "خاتم" کی لغوی تحقیق میں قراء سبعہ میں سے دو (حسن اور عاصم) کی قرات (ت کی زبر سے) :خاتَمْ (اور باقی پانچ قراء کی قرات (ت کی زیر سے) :خاتِمْ (کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ دلائل کے ساتھ واضح کرتے ہیں کہ خواہ اسے "خاتِمُ" (بمعنی ختم کرنے والا) پڑھا جائے یا "خاتَمْ" (بمعنی آخر/مہر) پڑھا جائے، دونوں صورتوں میں اس کے معنی "ختم کرنے والے" اور "سب کے آخر میں آنے والے" ہی ہوتے ہیں۔ آپ "خاتم القومہ ای آخرھم"[1] جیسی لغوی مثالیں اور لغت کی کتب کا حوالہ دیتے ہیں۔

- "مہر" کی تاویل کا رد : علامہ نجفی مرزائیوں کی اس باطل تاویل کا سختی سے رد کرتے ہیں کہ "مہر نبوت" کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرمؐ کی مہر لگنے سے آئندہ بھی نبی بنتے رہیں گے۔ آپ اس کے لیے ایک عام فہم مثال پیش کرتے ہیں: "کیا جب یہ کہا جائے کہ یہ فلاں جج کی مہر ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس پر یہ مہر لگتی جائے گی وہ جج بنتا جائے گا؟" اس طرح علامہ نجفی نہایت منطقی انداز میں مرزائیوں کی تحریفِ معانی کو بے نقاب کرتے ہیں۔
- لفظ "النبیین" کی تحقیق : علامہ نجفی وضاحت کرتے ہیں کہ "النبیین" نبی کی جمع ہے اور علم عربیت کا مسلمہ قاعدہ ہے کہ جب جمع پر الف لامِ تعریف داخل ہو جائے تو وہ "عموم واستغراق" کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا، "النبیین" کے معنی "تمام نبیوں" کے ہیں اور "خاتم النبیین" کا مطلب "تمام نبیوں کے ختم کرنے والے" ہے۔[2]

علامہ محمد حسین نجفی کا یہ استدلال لغوی تحقیق کی گہرائی، اصولی قواعد کی پختگی اور منطقی اندازِ فکر کا بہترین نمونہ ہے۔ "خاتم" کی دونوں قراتوں اور "النبیین" پر الف لام کی بحث کے ذریعے آپ نے ختم نبوت کے عقیدے کو قرآنی نصوص سے غیر واضح طور پر ثابت کیا ہے۔ یہ طریقہ کار ان کی علمی دقت اور عقائد کے دفاع میں ان کی بصیرت کو ظاہر کرتا ہے۔

[1] اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، کتاب الخاء، جلد اول، ص، المنجد ص ۱۹۱، لسان العرب، القاموس وغیرہ
[2] فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، شیخ محمد حسین نجفی، جلد ۸، صفحہ ۵۰

۳۔ سورہ مائدہ/آیت ۳ سے استدلال:

علامہ نجفی ختم نبوت کے ثبوت میں سورہ مائدہ کی آیت ۳:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا[1]

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

اس آیت کو بھی بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ببانگ دہل اعلان کر رہی ہے کہ دین اسلام کی عمارت (جس کی بنیاد حضرت آدم علیہ السلام نے رکھی تھی اور تمام انبیاء نے اس میں حصہ لیا) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پر اپنی تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ جب عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق وغیرہ ہر لحاظ سے دین مکمل ہو چکا ہے، تمام احکام نازل ہو چکے ہیں اور پیغمبر اسلامؐ نے ان کی توضیح و تبلیغ بھی کر دی ہے، نیز قرآن و سنت میں "جمیع مایحتاج الیہ الامۃ" موجود ہے تو پھر کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت کیا ہے؟[2]

یہ استدلال "تکمیلِ دین" کے اصول پر مبنی ہے اور ایک عقلی بنیاد فراہم کرتا ہے کہ جب ایک شریعت کامل اور جامع ہو جائے تو کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ علامہ نجفی نے دین کو ایک قصر (عمارت) سے تشبیہ دے کر اس کی تدریجی تکمیل اور رسول اکرمؐ پر اس کے اختتام کو مؤثر انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ دلیل جدید دور کے ان اعتراضات کا بھی رد کرتی ہے جو زمان و مکان کے تقاضوں کے پیش نظر نئے نبی کی ضرورت کا دعویٰ کرتے ہیں۔[3]

۴۔ احادیث نبوی ﷺ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی روشنی میں:

قرآن کے دلائل کے بعد علامہ محمد حسین نجفی نے ختم نبوت کو احادیث نبویؐ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اقوال کی روشنی میں بھی بیان کیا ہے اور متعدد مستند احادیث نقل کی ہیں۔ چند اہم احادیث درج ذیل ہیں:

---

[1] مائدہ، ۳

[2] فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، شیخ محمد حسین نجفی، جلد ۸، صفحہ ۵۱

[3] ایضاً

• (i)" لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی-"[1](اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک کہ جھوٹے دجال (قریباً تیس) نہیں اٹھائے جائیں گے جو دعویٰ کریں گے کہ وہ نبی ہیں حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔)

• (ii)" كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ-[2] "(بنو اسرائیل کی سرپرستی انبیاء کرتے تھے، جب کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین بنتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور میرے بعد خلفاء ہوں گے۔)

• (iii)حدیث منزلت: "یا علیؑ! تمھیں میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔" [3]

علامہ نجفی نے اس حدیث کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے صاحب تفسیر روح البیان کا قول نقل کیا ہے کہ اگر پیغمبر اسلامؐ کے بعد کوئی نبی آ سکتا تو پھر علی ابن ابی طالبؑ آتے کیونکہ ان کو آپؐ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ یہ حدیث نبوت کی خصوصیت اور اس کے اختتام کو واضح کرتی ہے۔

• (iv) امام محمد باقرؑ کا قول: لَقَدْ خَتَمَ اللَّهُ بِكِتَابِكُمُ الْكُتُبَ،وَ خَتَمَ بِنَبِيِّكُمُ الْأَنْبِيَاءَ"[4] (خدا نے تمہاری کتاب (قرآن) کے ذریعہ کتابوں اور تمہارے نبی کے ذریعہ سے نبیوں کے سلسلے کو ختم کر دیا۔)

• (v) امام علی رضا علیہ السلام کا قول :شَرِيعَةُ مُحَمَّد لا تُنْسَخُ اِلی یَومِ الْقِيامَةِ ولا نبی بعدہ الی یوم القیامۃ فمن ادعی بعدہ نبوۃ اواتی بعدہ بکتاب فدمہ مباح لکل من

---

[1] سنن ابی داؤد 4252 ، سنن الترمذی 2219 وغیرہ(https://shamilaurdu.com/book/khatam-e-nabuwat/28/)

[2] بخاری ۳۴۵۵،(https://shamilaurdu.com/) مسلم، ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل وغیرہ

[3] ایضاً

[4] درخشاں پرتوی از اصول کافی، جلد۵، ص ۵۴، مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول، جلد۲، ص ۲۹۲، اصول کافی، تفسیر صافی

سمع ذالک۔[1] (پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت قیامت تک منسوخ نہیں ہوگی اور آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا پس جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا کوئی کتاب لانے کا ادعا کرے تو جو شخص بھی اس کا دعویٰ سنے اس پر اس کا خون مباح ہے۔)

علامہ نجفی نے ختم نبوت کے عقیدے کو صرف قرآنی آیات تک محدود نہیں رکھا بلکہ احادیث نبویؐ اور ائمہ طاہرینؑ کے اقوال سے بھی اس کی پختگی کو ثابت کیا۔ یہ احادیث نہ صرف "لَا نَبِيَّ بَعْدِي" کی صریح تصریح کرتی ہیں بلکہ نبوت کے ختم ہونے کے بعد جانشینی کے تصور کو بھی واضح کرتی ہیں (خلفاء کا ذکر)۔ بالخصوص امام علی رضا علیہ السلام کا قول ختم نبوت کے منکر کے لیے فقہی حکم کو بھی بیان کرتا ہے جو اس عقیدے کی اسلام میں بنیادی حیثیت کو مزید مستحکم کرتا ہے۔ یہ وسیع احادیثی بنیاد علامہ نجفی کے استدلال کو مزید مستحکم بناتی ہے۔

۵۔ عقل سلیم کی روشنی میں ختم نبوت پر استدلال:

قرآن اور احادیث کے بعد، صاحب تفسیر فیضان الرحمن عقل سلیم کی روشنی میں بھی ختم نبوت کو بیان کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: اگر ہر قسم کے تعصب وعناد سے بالاتر ہو کر غور کیا جائے تو عقل سلیم بھی یہی فیصلہ کرتی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آجانے کے بعد اب کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ عقل وشرع کی روشنی میں نبی کے تقرر کی ضرورت چار صورتوں میں پیش آتی ہے :

۱. کسی ایسی قوم کی طرف نبی بھیجا جائے جہاں پہلے کوئی نبی نہ آیا ہو یا اس کا پیغام وہاں نہ پہنچا ہو۔
۲. سابقہ نبی کی تعلیم بالکل بھلا دی گئی ہو یا بالکل محرف کر دی گئی ہو۔
۳. سابقہ نبی کے ذریعہ مکمل ہدایت نہ ملی ہو۔
۴. ایک نبی کی اعانت کے لیے دوسرے نبی کی ضرورت ہو۔[2]

علامہ نجفی نے نبوت کی ضرورت کی وجوہات کو عقلی طور پر واضح کیا اور پھر یہ ثابت کیا کہ رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد ان چاروں ضرورتوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہتی۔

---

[1] بحار الانوار، جلد ۱۱، ص ۳۵، عیون الاخبار: ۲۳۴ - ۲۳۵۔
[2] فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، شیخ محمد حسین نجفی، جلد ۸، صفحہ ۵۳

- پہلی ضرورت کا رد : رسول اکرمؐ کی رسالت عالمگیر ہے جو تمام اقوام تک پہنچ چکی ہے۔
- دوسری ضرورت کا رد : قرآن کریم (جو آپؐ پر نازل ہوا) محفوظ ہے اس میں تحریف نہیں ہوئی، لہٰذا کسی نبی کی ضرورت نہیں جو سابقہ تعلیمات کی تصحیح کرے۔
- تیسری ضرورت کا رد : دین اسلام کامل ہو چکا ہے اور اس میں تمام ضروری ہدایت موجود ہے۔
- چوتھی ضرورت کا رد : چونکہ نبوت کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے، لہٰذا کسی نئے نبی کی اعانت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔[1]

آپ کا یہ استدلال کہ اب کسی نبی کی آمد باعث رحمت نہیں بلکہ باعث زحمت ہو گی اور یہ کہ اس سے افتراق پیدا ہو گا، نہایت قوی اور منطقی ہے۔ آپ یہ بھی واضح کرتے ہیں کہ خدا اور رسول ﷺ کی صریح تصریحات، آئندہ کسی مدعیِ نبوت کے دعوے کے بطلان کے لیے کافی ہیں۔ یہ عقلی دلائل ختم نبوت کے عقیدے کو محض نقلی بنیادوں تک محدود نہیں رکھتے بلکہ اسے انسانی عقل کے لیے بھی قابل قبول بناتے ہیں۔

۶۔ اجماع واتفاق مسلمین

علامہ محمد حسین نجفی نے اس بحث کے آخر میں ختم نبوت کے مسئلے کو اجماع واتفاق مسلمین سے بھی ثابت کیا ہے۔ آپ کا کہنا ہے کہ جہاں تک اس مسئلہ پر تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے اجماع واتفاق کا تعلق ہے تو یہ بات "عیاں را چہ بیان" کی مصداق ہے۔[2] اگرچہ آپ نے اختصار کی وجہ سے اکابر علماء کرام کے بیانات عالیہ پیش نہیں کیے، تاہم اس عقیدے پر عمومی اتفاق کو ایک قوی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

علامہ محمد حسین نجفی کا ختم نبوت پر استدلال ایک کثیر الجہت اور مضبوط علمی استدلال ہے جو قرآنی نصوص کی گہری لغوی و نحوی تحلیل، حدیثی شواہد، ائمہ معصومین کے اقوال، عقلی براہین اور اجماعِ امت پر مشتمل ہے۔ آپ نے نہ صرف عقیدے کی جامع تعریف پیش کی بلکہ منکرین ختم نبوت (خصوصاً قادیانیوں) کے شبہات کا نہایت مدلل اور منطقی رد بھی کیا ہے۔ ان کا یہ استدلال ان کی

[1] ایضاً
[2] ایضاً

فقہی، اصولی اور کلامی بصیرت کی عکاسی کرتا ہے اور ایک مکمل فکری حصار فراہم کرتا ہے جو ختم نبوت کے عقیدے کی ابدیت اور اس کے دفاع کو یقینی بناتا ہے۔

علامہ سید علی نقی نقوی کا ختم نبوت پر استدلال

مفسرِ قرآن علامہ سید علی نقی نقوی (قدس سرہ) اپنی مشہور و معروف تفسیر "فصل الخطاب " میں عقیدۂ ختم نبوت پر نہایت جامع انداز میں روشنی ڈالتے ہیں۔ آپ بالخصوص سورہ احزاب کی آیت ۴۰ اور سورہ اعراف کی آیت ۱۵۸ سے استدلال کرتے ہوئے اس عقیدے کی قرآنی بنیادوں کو مضبوطی سے پیش کرتے ہیں۔[1]

۱۔ سورہ احزاب/آیت ۴۰ سے استدلال: "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی لغوی دلالت

علامہ سید علی نقی نقوی سورہ احزاب کی آیت ۴۰:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا [2]

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"لفظ "ختم" کے لغوی معنی "تمام کرنے" کے ہیں۔ آپ وضاحت کرتے ہیں کہ عربی زبان میں "مہر" کو "خاتم" اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ مہر ہمیشہ کسی چیز کے اختتام پر لگائی جاتی ہے، یعنی کسی تحریر کو مکمل کر کے اس پر مہر لگا دی جاتی ہے تاکہ اس میں مزید اضافہ نہ ہو سکے۔"[3]

علامہ نقن کا یہ استدلال نہایت سادہ مگر پُراثر ہے۔ وہ "خاتم" کے لفظی مفہوم کو اس کے عملی استعمال (مہر لگانا) کے ساتھ جوڑ کر نبوت کے اختتام پر اس کی واضح دلالت کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ استدلال ان گمراہ کن تاویلات کا مؤثر رد ہے جو "خاتم" کے معنی کو "مہر" کے طور پر لیتے ہوئے اسے نبیوں کی

---

[1] تفسیر فصل الخطاب، جلد ۳، ص ۱۸۳

[2] احزاب، ۴۰

[3] تفسیر فصل الخطاب، جلد ۳، ص ۱۸۳

تصدیق یاان کا سلسہ جاری رکھنے والا قرار دیتے ہیں۔ علامہ نقن یہ واضح کرتے ہیں کہ مہر لگنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اب اس تحریر میں مزید کچھ لکھا نہیں جا سکتا۔ اس طرح، یہ آیت بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی دلیل ہے۔ آپ کی یہ تشریح سادہ لیکن علمی بنیاد پر ختم نبوت کے عقیدے کی پختگی کو اجاگر کرتی ہے۔

علامہ سید علی نقی نقوی قادیانی جماعت کے اس باطل نقطۂ نظر کا سختی سے رد کرتے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنانے کے لیے اس آیت میں "خاتم" کے ایسے معنی کرنا چاہتے ہیں جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کی گنجائش باقی رہے۔ آپ اس تاویل کو تمام امت اسلامیہ کے نزدیک "باطل اور خلافِ ضرورتِ دین" قرار دیتے ہیں۔ یہ بیان علامہ نقن کی عقائد کے دفاع میں مضبوط موقف اور فکری بصیرت کا عکاس ہے۔

۲۔ سورہ اعراف/آیت ۱۵۸ سے استدلال: رسالتِ محمدیؐ کی ہمہ گیری و آفاقیت

علامہ سید علی نقی نقوی سورہ اعراف کی آیت ۱۵۸ :

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا[1]

کہدیجئے: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔

اس آیت کے ذیل میں "رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمہ گیری" کے عنوان سے ختم نبوت پر استدلال فرماتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

> "پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اعلان رسالت "ہمہ گیر" ہے جس میں کسی قوم، قبیلہ، ملک یا کسی مخصوص دور کی تخصیص نہیں ہے۔ "جمیعاً" کے لفظ نے اس عمومیت میں مزید قوت پیدا کر دی۔"[2]

علامہ سید علی نقی نقوی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

[1] اعراف، ۱۵۸

[2] تفسیر فصل الخطاب، جلد ۳، ص ۱۸۳

''جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت تمام انسانیت اور تمام زمانوں کے لیے ہے (عالمگیر) تو اس کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اگر آپؐ کی رسالت صرف ایک خاص قوم یا زمانے تک محدود ہوتی تو اس کے بعد کسی اور نبی کا آنا ممکن ہوتا۔ آپ ان افراد کے نقطہ نظر کا بھی رد کرتے ہیں جو پیغمبرؐ کی رسالت کو صرف عرب قوم تک محدود سمجھتے ہیں۔ علامہ نقن کے نزدیک ایسا نقطہ نظر حقیقتاً رسول اکرمؐ کے پیغام کے ساتھ کفر کے مترادف ہے۔''[1]

رسول اور نبی کے مقام پر بحث

علامہ سید علی نقی نقوی یہاں ایک اور اہم نکتے کی وضاحت کرتے ہیں: '' دینی اصطلاح میں رسالت کا منصب نبوت سے بالا ہے۔ اس کے باوجود، قرآن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے "رسول" کے ساتھ "نبی" کا لفظ کیوں لایا گیا ہے، جیسا کہ سورہ احزاب کی آیت ۴۰ :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

اور سورہ اعراف کی آیت ۱۵۷ :

يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ[2]

جن کا ذکر وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔

آپ بائبل کے مطالعے کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں گزشتہ انبیاء نے آپؐ کے آنے کی اطلاع "وہ نبی" کہہ کر دی تھی۔ اسی لیے قرآن میں خالق کی طرف سے آپؐ سے خطاب اکثر "یا ایها النبی" کے لفظ میں کیا گیا ہے اور ان دونوں آیات میں "رسول" کہنے کے بعد آپ کو "النبی" کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔[3]

---

[1] ایضا

[2] اعراف، ۱۵۷

[3] تفسیر فصل الخطاب، جلد ۲، ص ۱۵۰

علامہ سید علی نقی نقوی کا ختم نبوت پر استدلال لغوی تحقیق، قرآنی آیات کی ہمہ جہتی تشریح اور عصری گمراہیوں (بالخصوص قادیانیت) کے مدلل رد پر مبنی ہے۔ وہ نہ صرف "خاتم النبیین" کے لفظی معنی کی گہرائی میں جاتے ہیں بلکہ رسالتِ محمدیؐ کی عالمگیریت کو بھی ختم نبوت کی ایک قوی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ ان کا استدلال سلیس، منطقی اور عقائد کے دفاع میں نہایت مؤثر ہے۔ آپ کی یہ تفسیری بصیرت یہ ثابت کرتی ہے کہ اسلام کو کسی نئے پیغامبر کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کی رسالت ابدی اور اس کی تعلیمات ہر زمانے کے لیے جامع ہیں۔

اردو شیعہ مفسرین نے قرآنی آیات سے ختم نبوت کا عقیدہ ثابت کرنے کے لیے لغوی، نحوی، منطقی، عقلی اور حدیثی ہر پہلو سے جامع استدلالات پیش کیے ہیں۔ انھوں نے "خاتم النبیین" کے لفظی معنی کی گہرائی میں اترتے ہوئے، دین اسلام کی تکمیل، قرآن کی حفاظت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی عالمگیریت و ابدیت کو بنیادی دلائل کے طور پر استعمال کیا ہے۔ مزید برآں، انھوں نے احادیثِ نبوی اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے اقوال سے اس عقیدے کی پختگی کو ثابت کیا ہے اور عقل سلیم کی روشنی میں بھی اس کی ناگزیریت کو واضح کیا ہے۔ ان مفسرین نے بالخصوص قادیانیت جیسے گمراہ فرقوں کی باطل تاویلات کا مؤثر اور مدلل رد کر کے عقیدۂ ختم نبوت کے دفاع میں گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے تفسیری مباحث ختم نبوت کو ایک ناقابل تردید اور بنیادی اسلامی عقیدے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

علامہ حسین بخش جاڑا مرحوم نے اپنی تفسیر ''انوار النجف'' میں دیگر معاصر مفسرین کے برخلاف عقیدہ ختم نبوت کے منکرین کی جانب سے اٹھائے گئے شبہات کے جواب پر اکتفاء کیا ہے لہٰذا ان کا حوالہ مقالہ کے دوسرے حصے میں آئے گا۔

حصہ دوم: منکرینِ ختم نبوت کے شبہات واعتراضات اور مفسرین کے مدلل جوابات

عقیدۂ ختم نبوت چونکہ اسلامی عقائد کی بنیاد ہے، اس لیے ہر دور میں اس کے منکرین نے مختلف شبہات اور اعتراضات اٹھا کر سادہ لوح افراد کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ خصوصاً عصرِ حاضر میں بعض خود ساختہ نبوت کے دعویداروں اور ان کے پیروکاروں نے اس عقیدے میں تحریف کی ناکام کوششیں کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اردو شیعہ مفسرین نے جہاں ایک طرف قرآنی آیات اور دیگر شرعی

دلائل کی روشنی میں خاتمیتِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثابت کیا ہے، وہیں دوسری طرف اس حساس مسئلے پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا بھی نہایت علمی اور مدلل انداز میں جواب دیا ہے۔ یہ حصہ انہی اہم شبہات اور ان کے جوابات کے لیے ہے جو اردو زبان میں لکھی گئی شیعہ تفاسیر میں پیش کیے گئے ہیں۔ اس ضمن میں ہم خاص طور پر ان اعتراضات کو زیرِ بحث لائیں گے جو "خاتم النبیین" کے مفہوم، رسالتِ عامہ کی عالمگیریت اور دین کی تکمیل سے متعلق ہیں اور یہ دیکھیں گے کہ مفسرین نے کس طرح قرآنی نصوص، احادیث اور عقلی دلائل کی روشنی میں ان گمراہ کن تاویلات کا رد کیا ہے۔

علامہ شیخ محسن نجفی کا منکرینِ ختم نبوت کے شبہات کا جوابات

مفسر قرآن علامہ شیخ محسن نجفی اپنی تفسیر "الکوثر" میں ختم نبوت کے اثبات کے ساتھ ساتھ، اس پر اٹھائے جانے والے اہم شبہات کا بھی مدلل جواب دیتے ہیں۔ آپ سورہ احزاب کی آیت ۴۰ ("خاتم النبیین") کے ذیل میں دو بنیادی سوالات اور ان کے تسلی بخش جوابات پیش کرتے ہیں جو منکرین کی طرف سے عام طور پر اٹھائے جاتے ہیں۔[۱]

شبہ ۱: اسلام کے بعد کسی پیغمبر کی ضرورت کیوں باقی نہیں رہی؟

منکرین کی طرف سے یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اگر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے تو پھر انسانیت کی رہنمائی کیسے ہو گی جبکہ ماضی میں ہر قوم کے لیے یا ہر خاص دور کے لیے نئے انبیاء آتے رہے ہیں۔

شیخ صاحب کا جواب: علامہ نجفی اس شبہے کا جواب دو اہم نکات کی بنیاد پر دیتے ہیں:

۱. قرآن کریم کی حفاظت اور عدم تحریف

آپ فرماتے ہیں کہ سابقہ آسمانی کتابوں کے برعکس، "اسلام کی کتاب قرآن میں کسی قسم کی تحریف و تغییر نہیں ہوئی ہے۔[۲]"

[۱]۔ الکوثر فی تفسیر القران جلد ۷ صفحہ ۷۷

[۲]الکوثر فی تفسیر القران جلد ۷ صفحہ ۷۷

یہ نکتہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ گزشتہ انبیاء کے مبعوث ہونے کی ایک بڑی وجہ سابقہ الہامی کتب میں تحریف، تبدیلی یا ان کے پیغام کا بھلا دیا جانا تھا۔ چونکہ قرآن مجید کی حفاظت کی ضمانت خود اللہ تعالیٰ نے دی ہے جیسا کہ سورہ حجر:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ "[1]

اس ذکر کو یقیناً ہم ہی نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہے، لہٰذا اب کسی ایسے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی جو اصل پیغام کی تصحیح کرے یا اسے دوبارہ زندہ کرے۔

۲. انسانیت کا ارتقا اور جامع نظامِ حیات کی سپردگی

علامہ نجفی کا دوسرا جواب یہ ہے: "انسان عہد طفولیت سے نکل کر ارتقاء کی اس منزل پر پہنچ چکا ہے کہ ایک جامع نظام حیات اس کے سپرد کیا جائے۔"[2] آپ اس کی وضاحت کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی مثال پیش کرتے ہیں: جو بڑے بڑے معجزات (جیسے دریا کا شق ہونا، فرعون کا غرق ہونا) دیکھنے کے بعد بھی موسیٰ علیہ السلام سے یہ مطالبہ کر رہی تھی:

قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَلْ لَنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ"[3]

کہنے لگے: اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی ایسا معبود بنا جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں،

موسیٰ نے کہا: تم تو بڑی نادان قوم ہو۔

اس کے برعکس، "شاگردان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذوق توحید نہایت قابل توجہ ہے۔"[4]

یہ نکتہ انسانیت کے فکری و عقلی ارتقاء پر مبنی ہے۔ علامہ نجفی یہ استدلال کرتے ہیں: "پچھلی امتیں فکری بلوغت کے اس مقام پر نہیں تھیں جہاں وہ ایک آخری اور جامع شریعت کو سنبھال سکتیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت، روحانی اور فکری اعتبار سے اس قدر پختگی کو پہنچ چکی تھی کہ اسے ایک دائمی اور کامل نظامِ حیات عطا کیا جا سکے جس میں کسی نئے نبی کی ضرورت نہ ہو۔ حضرت

---

[1] الحجر، ۹

[2] الکوثر فی تفسیر القران جلد ۷ صفحہ ۷۷

[3] اعراف، ۱۳۸

[4] الکوثر فی تفسیر القران جلد ۷ صفحہ ۷۷

موسیؑ کی امت کی مثال اس ارتقائی فرق کو نمایاں کرتی ہے اور ثابت کرتی ہے کہ اب امت محمدی میں مزید نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔""[1]

شبہ ۲: کیا ایک ثابت، غیر متغیر دین، ایک متغیر انسان کی قانونی ضرورتیں پوری کر سکتا ہے؟

یہ شبہ جدید دور میں بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے، جہاں کچھ کم علم لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دین کے احکام چونکہ ثابت اور غیر متغیر ہیں، جبکہ انسانی حالات، زمان و مکان کے اعتبار سے ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں، لہٰذا ایک ثابت دین متغیر انسانی ضرورتوں کو کیسے پورا کر سکتا ہے؟ ان کے نزدیک، یا تو دین کو بھی متغیر ہونا چاہیے یا انسان کو ثابت۔

علامہ نجفی کا جواب (آیۃاللہ محسنی کے حوالے سے):

علامہ شیخ محسن نجفی اس اعتراض کا جامع جواب حضرت آیۃاللہ محسنی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں،[2] جسے دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اہمیت کے پیش نظر یہ جواب مکمل عبارت کے ہمراہ پیش خدمت ہے جو حسب ذیل ہے:

حصہ اول: انسان کی ثابت اور غیر متغیر طبیعت

اس کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ "انسان کی طبیعت اور نفسیات کے اہم ترین حالات ثابت اور غیر متغیر ہیں۔" حضرت آیۃاللہ محسنی کئی مثالیں پیش کرتے ہیں:

- انسان کی اپنے والدین، اولاد اور رشتہ داروں سے محبت۔
- بھوک اور پیاس کی صورت میں کھانے پینے کی ضرورت۔
- دوست سے محبت اور دشمن سے عداوت۔
- احسان کا بدلہ اور برائی پر ناراضگی۔
- صالح انسان کی ازدواج کی خواہش اور اولاد کی آرزو۔
- انسان کا جمال پرست ہونا۔

---

[1] ایضاً

[2] الکوثر فی تفسیر القران جلد ۷ صفحہ ۷۷

حضرت آیۃ اللہ محسنی یہ واضح کرتے ہیں کہ اگرچہ انسان کے ارد گرد کے حالات اور معاشرتی ڈھانچے بدلتے رہتے ہیں لیکن اس کی بنیادی فطری خصلتیں اور نفسیاتی تقاضے (جیسے محبت، عداوت، بھوک، پیاس، بقائے نسل، جمال پرستی، دفاع کا جذبہ) ہمیشہ ثابت رہتے ہیں۔ یہ تقاضے ابتدائی انسان سے لے کر آج تک کے انسان میں یکساں ہیں۔ دین کے بنیادی اور ثابت احکام انہی انسانیت کی ثابت شقوں سے متعلق ہیں۔ مثال کے طور پر، اپنا دفاع انسان کا طبیعی امر ہے خواہ اس کے لیے کوئی بھی ہتھیار استعمال کیا جائے۔

حصہ دوم: اسلامی احکام و قوانین کا متغیر اور متحرک پہلو

حضرت آیۃ اللہ محسنی وضاحت کرتے ہیں کہ اسلامی قوانین کی دو قسمیں ہیں جو انسان کے متغیر حالات کو پورا کرتی ہیں:

۱. قوانین اولیٰ اور ثانوی:

- اولیٰ قوانین : یہ وہ ہیں جو موضوع سے متعلق ہیں، جیسے شراب کا بذات خود حرام ہونا۔
- ثانوی قوانین : یہ وہ ہیں جو موضوع پر آنے والے عارضی حالات سے متعلق ہیں اور ان حالات میں حکم بدل جاتا ہے۔ حضرت آیۃ اللہ محسنی ثانوی قوانین کی چار اہم صورتیں بیان کرتے ہیں:

اضطراری حالت: حرام چیزوں کا اضطرار میں حلال ہو جانا، جیسے (۶انعام: ۱۱۹) میں فرمایا گیا: مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ۔[1]

حالانکہ اللہ نے جن چیزوں کو اضطراری حالت کے سوا تم پر حرام قرار دیا ہے۔

عسر و حرج: کسی واجب عمل میں معمول سے زیادہ مشقت ہونے پر حکم کا اٹھ جانا، جیسے غسل کی جگہ تیمم۔ فرمایا:

هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ

اس نے تمہیں منتخب کیا ہے اور دین کے معاملے میں تمہیں کسی مشکل سے دوچار نہیں کیا۔

[1] انعام، ۱۱۹

[1] اور يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"[2]۔اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے اور تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا

تقیہ: جان و مال کے خطرے کی صورت میں قانون میں لچک، جیسے سورہ آل عمران میں فرمایا: إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً۔[3]

ہاں اگر تم ان (کے ظلم) سے بچنے کے لیے کوئی طرز عمل اختیار کرو (تو اس میں مضائقہ نہیں)۔

ضرر: کسی کو ضرر پہنچنے کی صورت میں حکم کا بدل جانا، جیسے "لا ضرر و لا ضرار فی الاسلام"[4] کی حدیث کی روشنی میں ملکیت کا حق سلب ہو جانا۔

یہ ثانوی قوانین اسلامی شریعت کی لچک اور وسعت کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ثابت کرتے ہیں کہ اسلام جامد دین نہیں بلکہ اس میں حالات کے مطابق احکام میں تبدیلی کی گنجائش موجود ہے، تاہم یہ تبدیلی اصولوں کے دائرے میں رہ کر ہوتی ہے، جو اسے دائمی اور ابدی بناتی ہے۔

۲. متحرک قوانین کی دوسری قسم:

- حضرت آیۃ اللہ محسنی اس کو "منطقۃ الفراغ (Area of Vacuum) "کا نام دیتے ہیں، جہاں شریعت کسی خاص موضوع پر خاموش رہتی ہے۔ایسے معاملات میں انسان اجتماعی طور پر شوریٰ کے ذریعے یا انفرادی طور پر قانون بنانے میں آزاد ہے۔ مثال کے طور پر ٹریفک کے قوانین، جو دیگر اسلامی قوانین سے متصادم نہ ہوں۔

یہ نکتہ شریعت کے عملی اطلاق میں اجتہاد اور عقل کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلام نے ایسے شعبوں کو انسان کی عقل اور اجتماعی ضرورتوں کے لیے کھلا چھوڑ دیا ہے جہاں وحی کی براہ راست مداخلت ضروری نہیں تھی، یوں یہ نظام ہر زمانے کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

---

[1] الحج: ۷۸

[2] البقرۃ: ۱۸۵

[3] آل عمران: ۲۸

[4] وسائل الشیعۃ، ج ۱۸، ص ۳۲

۳. متحرک قوانین کی تیسری قسم:

○ یہ قسم حکومتی حاکم کو ملکی مصلحت کے تحت، فقہ اسلامی کے دائرے میں رہتے ہوئے، ہنگامی قوانین نافذ کرنے کا اختیار دیتی ہے۔ کبھی بعض اسلامی قوانین کو وقتی طور پر متوقف بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ اسلامی ریاست میں قانون سازی اور اجتہاد کے ایک اہم پہلو کو ظاہر کرتا ہے جو زمانہ کی بدلتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک عملی میکانزم فراہم کرتا ہے۔

علامہ شیخ محسن نجفی اس بحث کے اختتام پر یہ امید ظاہر کرتے ہیں کہ ان دلائل سے قارئین کے لیے یہ بات واضح ہو گئی ہو گی کہ اسلامی شریعت کس طرح ہر زمانے کے تقاضوں کو پورا کر دیتی ہے اور اس طرح کسی نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ان کا استدلال نہ صرف عقلی طور پر قوی ہے بلکہ یہ اسلامی فقہ کے اصولوں اور اس کی وسعت کو بھی نمایاں کرتا ہے۔[1]

علامہ حسن بخش جاڑا کا منکرینِ ختم نبوت کے شبہات پر جوابات

مفسرِ قرآن کریم علامہ حسن بخش جاڑا اپنی کتاب "تفسیر انوار النجف" کی جلد اول کے مقدمہ میں ختم نبوت کے عقیدے پر ایک مدلل اور جامع گفتگو کرتے ہیں۔ آپ نے اس موضوع سے متعلق اہم شبہات کا عقلی و منطقی جوابات کے ساتھ ازالہ کیا ہے۔ یہاں ان کے دلائل کا خلاصہ اور تجزیہ پیش کیا جا رہا ہے[2] :

شبہ ۱: قرآن کا آخری کتاب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا کیوں ضروری ہے؟

منکرین کی طرف سے یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہر دور میں اپنی کتابیں اور انبیاء بھیجتا رہا ہے، تو قرآن کا آخری کتاب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا کیوں لازم ہے؟ کیا یہ عدل خداوندی کے منافی نہیں کہ ہدایت کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے؟

علامہ جاڑا کا جواب: علامہ جاڑا اس سوال کا جواب انسانیت کے تدریجی ارتقاء اور تعلیم و تعلم کے اصولوں کی روشنی میں دیتے ہیں:

---

[1] الکوثر فی تفسیر القرآن جلد ۷ صفحہ ۷۷

[2] تفسیر انوار النجف، جلد ۱، صفحہ ۹۵

- تدریجی ارتقاء کا اصول : آپ کائنات اور انسانیت میں موجود تدریجی ارتقاء کے اصول کی مثال پیش کرتے ہیں، جس طرح ہر تعمیر میں تدریجی درجات ہوتے ہیں یا انسانی زندگی بچپن، جوانی اور بڑھاپے کے مدارج سے گزرتی ہے۔اسی طرح "علوم واحکام بھی اسی تدریجی عمل سے گزرے ہیں۔"

یہ ایک نہایت قوی عقلی دلیل ہے جو فطرت کے اصولوں کو مذہبی عقیدے پر منطبق کرتی ہے۔علامہ جاڑا صاحب یہ واضح کرتے ہیں کہ انسانی معاشرہ اور اس کی فکری صلاحیتیں ہمیشہ ایک جیسی نہیں رہیں۔ابتدائی انسانوں کی ضروریات محدود تھیں، لہٰذا احکامات بھی اسی کے مطابق آتے رہے۔جوں جوں معاشرہ (چھوٹے اکائی سے قوم اور قوم سے اقوام کی طرف) بڑھتا گیا اور انسانی صلاحیتیں پروان چڑھتی گئیں، اسی مناسبت سے احکامات بھی زیادہ جامع اور وسیع ہوتے گئے۔

- قرآن کریم کی جامعیت اور اکملیت : آپ فرماتے ہیں: " جب نوع انسانی میں پوری صلاحیتیں موجود ہو گئیں اور "اس کا دور شباب سے ہم آغوش ہو گیا تھا تو حکیم مطلق نے اس کی فلاح و بہبود اور عمل و کردار کے لیے وہ آخری نصاب تجویز فرمایا جو نوع انسانی کی آخری سانس تک مشعل راہ بن سکے اور قطعاً کسی وقت تبدیل نہ کی جائے"۔

آپ سورہ بنی اسرائیل:

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ[1]

یہ قرآن یقیناً اس راہ کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔

کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حکیم مطلق نے خود اسے "أقوم" یعنی انتہائی سیدھا اور مضبوط کہا۔

علامہ جاڑا یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید ایک کامل، جامع اور "اقوم" (سب سے سیدھا اور مضبوط) کتاب ہے جس میں کسی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ یہ انسانیت کی فکری بلوغت کے آخری مرحلے پر نازل ہوئی ہے، لہٰذا اس کے بعد کسی نئے نصاب کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ بھی اس سے کم یا ناقص ہو گا، وہ اس کی جامعیت کے منافی ہو گا۔

---

[1] بنی اسرائیل، ۹

- خاتم النبیین کا منطقی نتیجہ

علامہ جاڑا یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:

> ''جب قرآن مجید تکمیل تعلیم نفوس انسانیہ کا آخری نصاب ہوا تو لامحالہ اس کا لانے والا نبی بھی کمالات انسانیہ میں آخری حد امکان پر فائز ہو گا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دامن انتخاب علیم و قدیر پر جہل یا عجز کا بد نما داغ لگ جائے گا جو شان اقدس الہیہ کے سراسر خلاف ہے۔" اور یہ ذات بابرکت حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو "خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین اور خلق عظیم" کے القاب سے موسوم ہیں۔''[1]

یہ ایک نہایت قوی عقلی استدلال ہے جو "تکمیلِ دین" اور "خاتم النبیین" کے عقیدے کو ایک دوسرے سے لازم و ملزوم قرار دیتا ہے۔ اگر دین کامل ہے اور ہمیشہ کے لیے ہے، تو اس کا لانے والا نبی بھی کامل ترین اور آخری ہونا چاہیے۔ بصورت دیگر، اللہ تعالیٰ کے "علیم" (سب کچھ جاننے والا) اور "قدیر" (ہر چیز پر قادر) ہونے پر حرف آئے گا۔ یہ استدلال یہ ثابت کرتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت عالم امکان کی آخری حد تک ہے جس کے بعد قیامت تک کسی نئے نبی کی آمد کا کوئی امکان نہیں۔

شبہ ۲: اگر مستقل نبی کی ضرورت نہیں ہے تو بروزی یا ظلی نبی کی گنجائش تو بہر حال موجود ہو گی؟

یہ شبہ، خاص طور پر قادیانیوں کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے جو ظلی یا بروزی نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ کہتے ہوئے کہ اس سے ختم نبوت متاثر نہیں ہوتی۔

علامہ جاڑا کا جواب: علامہ جاڑا اس دعوے کا دو بنیادی نکات پر رد کرتے ہیں:

۱. **تبلیغ دین کا فریضہ اوصیاء اور علماء پر عائد ہے:** آپ فرماتے ہیں: '' نبی کی شریعت کی توضیح و تبلیغ کا فریضہ اس کے اوصیاء و خلفائے طاہرین کے بعد تمام علماء پر عائد ہے۔ تاہم، وہ نبوت کے مقدس اور

[1] تفسیر انوار النجف، جلد ا، صفحہ ۹۵

خصوصی لقب سے ملقب نہیں ہیں اور کوئی ہزاروں بہانے بناتے پھرے صف انبیاء میں قدم دھرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔"[1]

یہ جواب واضح کرتا ہے کہ نبوت کا دروازہ بند ہونے کے بعد رہنمائی کا فریضہ اجتہاد اور تبلیغ کے ذریعے علماء اور ائمہ کی ذمہ داری ہے، نہ کہ نئے انبیاء کی۔ یہ دلیل اس بات پر زور دیتی ہے کہ رہنمائی کے لیے نبوت کا منصب ضروری نہیں رہا بلکہ یہ علمی اور اجتہادی سلسلے کے ذریعے جاری رہے گا۔

۲. **جزوی نبوت کا تدریجی طرز تعلیم کے منافی ہونا** : علامہ جاڑا فرماتے ہیں: "کسی جزوی نبی کی بعثت نوع انسانی کی تدریجی طرز تعلیم کے بھی منافی ہے جسے کوئی صاحب عقل و شعور قبول نہیں کر سکتا۔[2]"

یہ نکتہ پچھلے استدلال کو مزید تقویت دیتا ہے کہ انسانیت ارتقاء کے آخری مرحلے پر پہنچ چکی ہے اور اسے ایک جامع نظام مل چکا ہے۔ اب کسی "جزوی" نبی کی ضرورت نہیں جو محدود تعلیمات لے کر آئے۔ یہ عقلی دلیل ظلی یا بروزی نبوت کے تصور کو بھی رد کرتی ہے جو ختم نبوت کی جامعیت کو متاثر کرتا ہے۔

شبہ ۳: پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کیسے ہوگی جبکہ تشریعی نبوت کا دروازہ بند ہے؟

یہ ایک اہم سوال ہے جو اکثر اٹھایا جاتا ہے کہ اگر ختم نبوت کا مطلب ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے قبل نزول کیسے ممکن ہوگا؟

علامہ جاڑا کا جواب : علامہ جاڑا اس سوال کا کئی نکات میں تسلی بخش جواب دیتے ہیں:

۱. **فرائضِ نبوت کی انجام دہی کے لیے نہیں**: آپ وضاحت کرتے ہیں: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرائض نبوت کی انجام دہی کے لیے تشریف نہیں لائیں گے۔ بلکہ حضرت رسالت مآب کے آخری قائم مقام حضرت مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے مقتدی بن کر آئیں گے تاکہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے نصاریٰ کو دین اسلام کی دعوت دے کر دائرہ اسلام میں داخل کر سکیں۔"[3]

---

[1] ایضاً
[2] تفسیر انوار النجف، جلد ۱، صفحہ ۹۵
[3] ایضاً

یہ جواب واضح کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کسی نئی نبوت یا شریعت کو لانے کے لیے نہیں ہو گا، بلکہ وہ امام مہدی علیہ السلام کے نائب اور معاون کے طور پر آئیں گے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے پیروکار ہوں گے۔ یہ ان کا "نبی" کی حیثیت سے نزول نہیں، بلکہ ایک معصوم ہادی کے طور پر آمد ہو گی جو دینِ محمدی کی بالادستی ثابت کرے گی۔

۲. **عدل خداوندی کے منافی نہ ہونا:** اس اعتراض کے جواب میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عہدۂ نبوت چھین کر صفِ امت میں کھڑا کرنا عدل خداوندی کے منافی ہے، علامہ جاڑا فرماتے ہیں:

○ **حضرت موسیٰؑ اور خضرؑ کی مثال:** حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں ہونا نہ ان کی توہین ہے اور نہ منافی نبوت، جس طرح "حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کی شاگردی میں داخل ہونا نہ ان کی توہین تھا اور نہ منافی نبوت۔"[1]

یہ مثال نبوت کے منافی نہ ہونے کے اصول کو واضح کرتی ہے کہ بعض اوقات ایک اعلیٰ منصب والا دوسرے کے تحت ہو سکتا ہے، خاص طور پر جب مقصد اعانت ہو۔

○ **رسالت کی عالمگیریت:** آپ مزید فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے نبی تھے، جبکہ "سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے نبی ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ آکر امام مہدیؑ کی اقتداء میں نماز پڑھ کر اور ان کی معاونت کر کے اپنی قوم کے سامنے امام مہدیؑ کا واجب الاتباع اور امام برحق ہونا ثابت کریں گے۔"[2]

یہ دلیل عالمگیر اور مقامی نبوت کے فرق کو واضح کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقصد اپنی سابقہ امت کو دین اسلام کی طرف راغب کرنا ہو گا اور امام مہدیؑ کی اقتداء اس مقصد کے لیے ایک قوی حجت ہو گی۔

○ **عیسائیوں کے عقائد فاسدہ کا رد:** علامہ جاڑا ایک اور اہم نکتہ بیان کرتے ہیں: "بعض عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو "خدا کا درجہ دیتے ہیں۔ تو نبی عیسیٰ علیہ السلام آکر ان کے عقائد فاسدہ کو عملی طور پر باطل قرار دیں گے کہ اگر وہ خدا ہے تو کسی اور مخلوق کی اقتداء میں کیوں ہوتا۔"[3]

---

[1] ایضاً
[2] تفسیر انوار النجف، جلد ۱، صفحہ ۹۵
[3] ایضاً

یہ نزولِ عیسیٰؑ کی ایک اہم حکمت کو اجاگر کرتا ہے، جو عیسائیت کے غلط عقائد کی عملی تردید ہے۔ یہ ایک عظیم معجزہ ہوگا جو تمام انسانیت کے سامنے توحید کے پیغام کو واضح کرے گا۔

○ **معصوم کی جانشینی:** آپ یہ بھی فرماتے ہیں: "چونکہ انبیاء معصوم ہیں لہذا معلوم ہونا چاہیے کہ غیر معصوم قطعاً حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین نہیں ہو سکتا۔"[1]

یہ نکتہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ نبوت کا منصب عصمت سے جڑا ہوا ہے اور چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی معصوم نبی نہیں، لہٰذا کوئی بھی غیر معصوم آپؐ کا جانشین نہیں ہو سکتا۔ یہ دراصل امت میں نبوت کے منصب کے اختتام اور امامت ورہبری کے تسلسل پر روشنی ڈالتا ہے۔

المختصر: علامہ حسن بخش جاڑا نے اپنی تفسیری بحث کا خلاصہ یہ بیان کیا ہے کہ "قرآن کے بعد کسی دوسری کتاب کے نازل ہونے کا دعوی جھوٹا ہے اور مدعی نبوت کذاب اور جھوٹا ہے۔"

علامہ شیخ محمد حسین نجفی کا منکرینِ ختم نبوت کے شبہات پر جوابات

مفسرِ قرآن علامہ شیخ محمد حسین نجفی (قدس سرہ) اپنی مشہور تفسیر "فیضان الرحمن فی تفسیر القرآن" میں ختم نبوت کے عقیدے پر اٹھنے والے اعتراضات کا نہایت باریک بینی اور وضاحت سے جواب دیتے ہیں۔[2] آپ نے بالخصوص دو اہم شبہات کو زیر بحث لایا ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ نزول اور نبوت کے خاتمے سے رسالت کے خاتمے کا تعلق۔

شبہ ا: کیا جناب عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی ہے؟

یہ ایک عام اعتراض ہے جو بعض گمراہ فرقوں، بالخصوص قادیانیوں، کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ باور کرایا جاسکے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں تو ان کے "مثیل" یا "بروزی" نبی کا آنا بھی منافی نہیں ہونا چاہیے۔

علامہ نجفی کا جواب (سورہ اعراف کی آیت ۴۰ کے ذیل میں): علامہ نجفی اس شبہے کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں "جناب عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ آپ امت

[1] ایضاً
[2] ۔ فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، شیخ محمد حسین نجفی، جلد ۸، صفحہ ۵۵

مرزائیہ کی فریب کاری کو بے نقاب کرتے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد والی احادیث کو پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتی ہے۔"[1]

دلائل اور وضاحت: علامہ نجفی وضاحت کرتے ہیں: بے شک آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر تشریف لائیں گے، تاہم، ان کی یہ آمد بحیثیت ایک نئے نبی کی نہیں ہو گی، جو کوئی نئی شریعت یا نبوت کا دعویٰ لے کر آئیں۔ بلکہ ان کی آمد کے مقاصد درج ذیل ہیں:

۱. **اشاعتِ دین اسلام اور کفر کا مٹانا:** وہ "اپنے دین کی نشر و اشاعت کرنے کے لیے نہیں اور مسلمانوں سے علیحدہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے کے لیے نہیں بلکہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ مل کر دجال کو قتل کرنے کے لیے دین اسلام پھیلانے کے لیے اور کفر مٹانے کے لیے تشریف لائیں گے۔[2]"

یہ نکتہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دراصل شریعتِ محمدی کی تائید اور اسلام کی عالمگیر سربلندی کے لیے ہو گا، نہ کہ کسی نئی نبوت کے قیام کے لیے۔ ان کا کردار ایک متبعِ شریعتِ محمدیؐ اور امام مہدیؑ کے معاون کا ہو گا، جو عالمی سطح پر کفر کے خاتمے اور اسلام کے غلبے میں کلیدی کردار ادا کریں گے۔ یہ ان کے سابقہ منصبِ نبوت کے اختتام پر دلالت نہیں کرتا بلکہ نبوتِ محمدیؐ کی آخری حجت اور عظمت کو ثابت کرتا ہے۔

۲. **نبوت کا سابقہ ہونا، نئی نبوت کا آغاز نہیں:** علامہ نجفی مزید فرماتے ہیں: "بہر حال ان کو آپ سے پہلے نبوت مل چکی ہے اور وہ اپنا وقت گزار چکے ہیں۔ آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص عہدہ نبوت و رسالت پر فائز نہیں ہو گا نہ اس (استقلالی) طور پر اور نہ بروزی طور پر۔"

آپ مرزائی فرقے کی "خانہ ساز اصطلاحات" جیسے ظلی یا بروزی نبوت کو حقائق سے بے تعلق قرار دیتے ہیں۔

---

[1] ایضاً
[2] ایضاً

یہ دلیل بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ علامہ نجفی یہ فرق واضح کرتے ہیں: "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت آپؐ کی بعثت سے پہلے کی ہے اور ان کا نزول ان کے سابقہ منصب پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں ہوگا۔ یہ کسی نئے فرد کو آپؐ کے بعد منصبِ نبوت پر فائز کرنے کا عمل نہیں ہے۔ اس طرح ظلی یا بروزی نبوت جیسے تصورات جو ایک نئے شخص کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے گھڑے جاتے ہیں، وہ ختم نبوت کی روح کے خلاف ہیں اور خود ساختہ اصطلاحات ہیں۔"[1]

شبہ ۲: کیا ختم نبوت سے رسالت بھی ختم ہو جاتی ہے؟

یہ ایک دوسرا شبہ ہے جو بعض حلقوں کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے کہ اگر نبوت ختم ہو گئی ہے تو کیا اس کا مطلب رسالت کو بھی ختم ہو جانا ہے؟ یا دونوں میں کوئی فرق ہے جو رسالت کے تسلسل کی گنجائش پیدا کرتا ہے؟

علامہ نجفی کا جواب: علامہ نجفی نے "نبی" اور "رسول" کی تعریف بیان کرتے ہوئے اس سوال کا شافی جواب دیا ہے:

- نبی اور رسول کی تعریف : آپ رسول کو وہ ہستی قرار دیتے ہیں جو "خدا کا کوئی پیغام اس کے بندوں کے نام لائے" اور نبی اس ہستی کو کہا جاتا ہے جو "غیب کی خبریں یعنی دین اور اس کے حقائق لوگوں تک پہنچائے۔[2]"
- نبوت اور رسالت کا تعلق : آپ اس کے بعد فرماتے ہیں: "ختم نبوت کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کے خاتمہ کے ساتھ رسالت بھی ختم ہو جائے کیونکہ رسالت بھی تو غیبی خبروں میں سے ایک خبر ہے تو جب یہ خبریں ہی ختم ہو گئیں تو پھر رسالت بھی ختم ہو جائے گی۔[3]"
- عام اور خاص کا قاعدہ : علامہ نجفی مزید استدلال کرتے ہیں کہ "بنا بریں مشہور، نبوت عام ہے اور رسالت خاص اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ عام کی نفی خاص کی نفی مستلزم ہوتی ہے یعنی عام کے ختم ہونے سے خاص خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔[4] "

---

[1] فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، شیخ محمد حسین نجفی، جلد ۸، صفحہ ۵۵
[2] ایضاً
[3] ایضاً
[4] ایضاً

علامہ نجفی نے یہاں ایک اہم منطقی قاعدہ (عام کی نفی خاص کی نفی کو مستلزم ہوتی ہے) کا اطلاق کیا ہے۔ اگر "نبی" کا دائرہ عام ہے (غیبی خبریں پہنچانا، خواہ شریعت کے ساتھ ہو یا بغیر شریعت کے) اور "رسول" کا دائرہ خاص ہے (خدا کا پیغام لانا، جو عام طور پر شریعت یا اس کی تجدید پر مبنی ہوتا ہے)، تو جب عام (نبوت) ختم ہو گیا، تو اس کا خاص (رسالت) بھی خود بخود ختم ہو جائے گا، کیونکہ رسالت بھی غیبی خبروں میں سے ہی ہے۔ یہ استدلال ہر قسم کی نبوت و رسالت کے اختتام کو یقینی بناتا ہے اور ان غلط فہمیوں کو دور کرتا ہے جو دونوں کے درمیان مصنوعی تفریق پیدا کر کے کسی بھی نوعیت کی نئی نبوت یا رسالت کی گنجائش نکالنے کی کوشش کرتی ہیں۔

علامہ شیخ محمد حسین نجفی نے ختم نبوت کے حساس مسئلے پر اٹھائے جانے والے بنیادی شبہات کا نہایت جامع اور منطقی جواب دیا ہے۔ آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی درست نوعیت کو واضح کیا اور ظلی یا بروزی نبوت جیسے باطل تصورات کی جڑ کاٹ دی۔ اسی طرح، نبوت اور رسالت کے باہمی تعلق کو منطقی قاعدے کے ذریعے سمجھا کر یہ ثابت کیا کہ جب نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا تو رسالت کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے۔ ان کے یہ استدلالات نہ صرف قرآنی نصوص کی گہرائی بلکہ فقہی اور منطقی اصولوں پر بھی مبنی ہیں، جو ختم نبوت کے عقیدے کو ہر قسم کے اعتراضات کے سامنے ناقابلِ تسخیر بنا دیتے ہیں۔

مقالے کے اس حصہ دوم کے مباحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اردو شیعہ مفسرین نے کس پختگی سے منکرینِ ختم نبوت کے شبہات کا علمی و منطقی جواب دیا ہے۔ انھوں نے نہ صرف منکرین کے شبہات کو عقلی و منطقی بنیادوں پر پرکھا بلکہ قرآنی تعلیمات، سنتِ نبوی اور ائمہ طاہرین (ع) کے اقوال کی روشنی میں ان کے مدلل اور جامع جوابات فراہم کیے۔ ان کی تفسیری کاوشوں نے یہ ثابت کیا کہ اسلام ایک مکمل، جامع اور دائمی دین ہے جس میں کسی نئے نبی، رسول یا شریعت کی گنجائش نہیں اور دینِ اسلام تمام انسانی ضرورتوں کو قیامت تک پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ان کے یہ استدلالات ختم نبوت کو ہر قسم کے اعتراضات کے سامنے ناقابلِ تسخیر عقیدے کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

خاتمہ

مقالے کے اس تفصیلی جائزے کا ماحصل یہ ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت، اسلامی عقائد میں ایک بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے کہ تمام مسالک سے تعلق رکھنے والے مفسرین، اس بات پر اجماع اور اتفاق رکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ یہ اجماع محض ایک تاریخی حقیقت نہیں بلکہ قرآنی نصوص اور کثیر تعداد میں صحیح احادیث سے ثابت شدہ حقیقت ہے۔

بالخصوص، قرآن کریم کی متعدد آیات خاتمیتِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر واضح دلالت کرتی ہیں، جن میں سورہ احزاب کی آیت ۴۰:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا[1]

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

سب سے مشہور اور کلیدی ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں منتخب اردو شیعہ تفاسیر (تفسیر فصل الخطاب، تفسیر انوار النجف، تفسیر فیضان الرحمن اور تفسیر کوثر) کا انتخاب کیا گیا تاکہ ان میں موجود ختم نبوت پر مفسرین کے نقطۂ نظر کا گہرائی سے مطالعہ کیا جا سکے۔

تحقیق سے یہ بات نمایاں ہوئی کہ یہ تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ لفظ "خاتم النبیین" کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ کسی قسم کا کوئی نبی ہوگا اور نہ کسی قسم کا کوئی رسول، خواہ وہ تشریعی ہو، غیر تشریعی ہو، ظلی ہو یا بروزی۔ شیعہ مفسرین نے اجماعی طور پر اس بات پر زور دیا ہے کہ اس لفظ میں کسی قسم کی تاویل، تخصیص، یا نئے معانی کی گنجائش نہیں ہے جو کسی بھی صورت میں آپؐ کے بعد نبوت کے دروازے کو کھلا رکھے۔

مقالے میں نہ صرف ان مفسرین کے ختم نبوت کے اثبات پر مبنی دلائل کو پیش کیا گیا ہے بلکہ اس موضوع کی حساسیت اور عصری اہمیت کے پیشِ نظر، منکرینِ ختم نبوت کے اٹھائے جانے والے مختلف

[1] احزاب، ۴۰

شبہات واعتراضات کا بھی تسلی بخش جواب دیا گیا ہے۔ یہ جوابات قرآنی آیات کی لغوی واصطلاحی تفسیر، احادیثِ مبارکہ کی روشنی اور عقلی و منطقی دلائل کی بنیاد پر دیے گئے ہیں، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ایک مکمل، جامع اور دائمی دین ہے جسے کسی نئے نبی یا الہامی پیغام کی ضرورت نہیں۔

مجموعی طور پر، یہ مقالہ اردو شیعہ تفاسیر کی روشنی میں عقیدۂ ختم نبوت کی مستحکم بنیادوں، اس کی فقہی اور کلامی گہرائی اور اس کے دفاع میں مفسرین کی علمی کاوشوں کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ تحقیق ان تمام غلط فہمیوں اور گمراہ کن نظریات کا رد کرتی ہے جو ختم نبوت کے عقیدے پر حملہ آور ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو اس بنیادی عقیدے پر مضبوطی سے قائم رہنے کی ترغیب دیتی ہے۔

منابع

قرآن کریم

١. نقوی، نقی علی، تفسیر فصل الخطاب، ادارہ ترویج علوم اسلامیہ کراچی، پاکستان، ۱۴۰۶ ہجری، جون ۱۵, ۲۰۲۰ عیسوی

٢. جاڑا، حسین بخش، تفسیر انوار النجف، ادارہ تصنیف و تالیف باب النجف سرگودھا، ثنائی پریس سرگودھا، پاکستان، ۱۹۹۰ عیسوی

٣. نجفی، شیخ محمد حسین، فیضان الرحمٰن تفسیر فی القرآن، مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، پاکستان، مکتبۃ السبطین سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا، ۱۴۳۴ ہجری، ۲۰۱۳ عیسوی

٤. نجفی، شیخ محسن، الکوثر فی تفسیر القرآن، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور، پاکستان، ۱۴۲۵ ہجری، ۲۰۰۴ عیسوی

٥. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، مؤسسۃ الوفاء، ۱۴۰۳ ہجری

٦. حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعہ، مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام لإحیاء التراث، قم، ایران

٧. علامہ مجلسی، مرآۃ العقول فی شرح اخبار آل الرسول، دار الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۴ ہجری

٨. حسینی ہمدانی نجفی، درخشان پرتوی از اصول کافی، چاپخانہ علمیہ قم، ۱۳۶۳ ش

٩. ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تاریخ طبری، مترجم: ڈاکٹر محمد صدیق ہاشمی، نفیس اکیڈمی، کراچی، پاکستان، ۲۰۰۴ عیسوی

١٠. اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، مترجم: محمد عبدہ فروزپوری، اسلامی اکیڈمی، لاہور، پاکستان

١١. لویس معلوف، المنجد عربی اردو، مترجم: عبد الحفیظ بلیاوی، خزینہ العلم و ادب، لاہور، پاکستان